بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حِکَم و عِبَر

اسرار احمد

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ، کے زیرِ اہتمام 'حکمتِ قرآن' کے پہلے شمارے کے لئے کچھ لکھنے کا خیال آتے ہی دل پر اک چوٹ سی لگی اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم و مغفور کا سراپا نگاہوں میں گھوم گیا ——— اور خاص طور پر ان کا مطمئن اور متبسم چہرہ چشم تصور کے عین سامنے آن کھڑا ہوا۔ ——— اس لئے کہ اس مجلے کا نام 'حکمتِ قرآن' ڈاکٹر صاحب موصوف ہی کی امانت ہے ——— اور اس کا اجراءِ اوّل ان ہی کی قائم کردہ 'آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس' کے تحت ہوا تھا۔

دسمبر ۱۹۶۷ء کے ماہنامہ 'میثاق' کے تذکرہ و تبصرہ کے اوراق میں راقم الحروف کی ایک طویل تحریر شائع ہوئی تھی جس میں برصغیر پاک و ہند میں 'رجوع الی القرآن' کی اس تحریک کی پوری تاریخ بیان کی گئی تھی جس کا آغاز امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ سے ہوا تھا۔ اور جو بعد کے ادوار میں مختلف دھاروں میں منقسم ہو کر آگے بڑھی جن میں سے بعض تو " ضَلُّوا فَاَضَلُّوا " کا مصداق کامل بن گئے، اور بعض صحت مند خطوط پر آگے بڑھے اور تاحال کچھ متوازی سے انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں، اور راقم کے نزدیک اس وقت شدید ترین ضرورت اس امر کی ہے کہ ان میں تالیف و امتزاج کا رنگ پیدا ہو۔ اور فہم و فکرِ قرآن کے تمام صحتمند دھارے باہم مل کر ایک زبردست علمی و تحریکی قوت بن جائیں ——— (اور اپنی امکانی حد تک راقم اسی کے لئے کوشاں ہے!) 'حکمتِ قرآن' کی آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ وہ پوری تحریر اس موضوع سے متعلق راقم کی بعض دوسری تحریروں سمیت **"دعوتِ رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر"** کے عنوان سے شائع کر دی جائے گی۔

راقم کے نزدیک 'فہم قرآن' کو اگر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ یعنی ایک 'علم قرآن' اور

دوسرے 'حکمتِ قرانی' تو مقدم الذکر کے اعتبار سے بلاشبہ اوّلیت و اقدمیت کا مرتبہ و مقام حاصل ہے ان " راسخونَ فِی العلم " علماء کرام کو جو نہ صرف یہ کہ عربی زبان و ادب اور علوم دینیہ (صرف، نحو، معانی، بیان، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ) پر پوری دسترس رکھتے ہوں بلکہ اسلاف کے " العروۃ الوثقٰی " کو بھی مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوں، وہاں 'حکمتِ قرآنی' کے بحرِ ذخار کی غواصی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ نہ صرف فلسفہ قدیم و جدید پر گہری نگاہ ہو بلکہ عہد جدید کے علوم طبیعیہ (ریاضی، طبیعات، کیمیا، فلکیات، ارضیات، حیاتیات، عضویات اور نفسیات) سے بھی کم از کم اجمالی واقفیت ضرور رکھتے ہوں۔ مقدم الذکر گروہ میں میرے نزدیک دورِ حاضر کا اہم ترین سلسلہ ہے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا ــــــ اور موخر الذکر حلقے کی عظیم شخصیتیں ہیں ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم و مغفور اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم و مغفور !! واللہ اعلم !

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان سطور کا راقم دونوں بالکل ایک ہی وقت وارد لاہور ہوئے ــــــ راقم الحروف ۵۴ء میں ایم بی بی ایس کے آخری امتحان سے فارغ ہو کر جو لاہور سے گیا تھا تو پھر پورے گیارہ سال بعد اواخر ۶۵ء میں دوبارہ وارد لاہور ہوا ــــــ اور ۶۶ء سے اس نے اپنی ان سرگرمیوں کا آغاز کیا جن کے نتیجے میں اولاً ماہنامہ 'میثاق' کا دوبارہ اجراء ہوا' اور ' دار الاشاعت الاسلامیہ' کا قیام عمل میں آیا ــــــ اور پھر آگے چل کر 'مرکزی انجمن خُدام القرآن لاھور' اور 'تنظیم اسلامی' کی تاسیس ہوئی ــــــ ادھر ڈاکٹر رفیع الدین ۶۵ء میں 'اقبال اکیڈمی کراچی' (حال لاہور) کی ڈائرکٹری سے فارغ ہوئے اور اواخر ۶۵ء ہی میں لاہور منتقل ہوئے اور ۶۶ء میں انہوں نے 'آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس' قائم کی جس کے تحت مُجلّہ 'اسلامی تعلیم' (بزبان اردو) اور 'اسلامک ایجوکیشن' (بزبان انگریزی) جاری ہوا ــــــ اور بعد میں 'حکمتِ قرآن' کا اجراء عمل میں آیا۔

ڈاکٹر صاحب اور راقم الحروف کی عمروں میں اگرچہ یقیناً ایک نسل کا فصل (مروجہ اصطلاح میں GENERATION GAP) تھا لیکن فکر و مزاج کی ہم آہنگی اور یگانگت کے باعث ۶۶ء تا ۶۹ء راقم کے نہایت قریبی مراسم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ قائم رہے، اکثر ڈاکٹر صاحب راقم کے مطب میں آ بیٹھتے تھے اور گھنٹوں نشست رہتی تھی اور بارہا ڈاکٹر

صاحب نے راقم کو باصرار صبح ناشتہ پر بلایا اور نہایت پُر تکلف ناشتہ کرایا لیکن افسوس کہ یہ صحبتیں ع "خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود!" کے مصداق جلد ہی ختم ہوگئیں اور اواخر ۶۹ء میں ع "آں قدح بشکست وآں ساقی نماند"! والا معاملہ ہوگیا ——— فَیَا أَسَفَا وَیَا حَسْرَتَا !!

ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد اگرچہ ان کے بعض رفقاء نے ان کے مشن کو جاری رکھنے کی پوری کوشش کی لیکن چونکہ ان میں سے اکثر حضرات سرکاری ملازمت میں تھے۔ لہٰذا وہ بس ایک حد تک ہی وقت دے سکے نتیجۃً رفتہ رفتہ صورت یہ ہوگئی کہ "آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس" کا نام اور دفتر تو باقی رہ گئے 'کام' ختم ہوگیا چنانچہ 'حکمتِ قرآن' نے بھی دو ایک ہچکیاں لیں اور دم توڑ دیا ۔ اس اثنا میں مشیّتِ ایزدی سے راقم کے ذاتی مراسم ڈاکٹر صاحب کے دوست اور رفیق کار اور ایجوکیشن کانگریس کے ڈائریکٹر چودھری مظفر حسین صاحب سے اس حد تک استوار ہوگئے کہ اس کی درخواست پر انہوں نے اپنے رفقاء سے مشورے کے بعد 'حکمتِ قرآن' کا ڈیکلریشن SURRENDER کر دیا جس کے لئے راقم نے درخواست دے دی جو ضروری مراحل سے گذر کر منظور ہوگئی ——— اور اس طرح 'حکمتِ قرآن' کا یہ اجراءِ ثانی عمل میں آیا ——— راقم اسی کرم فرمائی کے لئے چودھری مظفر حسین صاحب اور ان کے رفقاءِ کار کا دل سے ممنون ہے ۔

راقم کا یہ معاملہ بھی دلچسپ اور عجیب ہے کہ 'میثاق' بھی اولاً مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ نے جاری کیا تھا لیکن حالات کچھ ایسا رُخ اختیار کر گئے کہ وہ اسے جاری نہ رکھ سکے چنانچہ راقم جب لاہور منتقل ہوا تو اس کی اشاعت کئی ماہ سے معطل تھی اور راقم ہی کو اس کی 'تجدید' کی سعادت بھی حاصل ہوئی ۔ اب یہی سعادت راقم کو 'حکمتِ قرآن' کے ضمن میں نصیب ہو رہی ہے ——— فللہ الحمد والمنۃ !

اس پر بے اختیار علامہ اقبال مرحوم کی معرکۃ الآرا نظم 'ذوق و شوق' کا یہ شعر ذہن میں آرہا ہے ؎

"میں کہ میری نوا میں ہے آتشِ رفتہ کا سُراغ
میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو!"

بہرحال ایک بات اب بہت مناسب ہوگئی ہے، یعنی یہ کہ 'حکمتِ قرآن' انجمن خدام القرآن

کے زیر اہتمام طبع ہوگا ـــــــ اور 'میثاق' اللہ تعالیٰ سے 'میثاق الست' اور 'میثاق ایمان' کی تجدید و توثیق کی دعوت کا نقیب بن کر 'تنظیم اسلامی' کے آرگن کی حیثیت سے شائع ہوگا ـــــــ اللہ تعالیٰ ان دونوں مجلّوں کو اپنے دین متین اور کتاب مبین کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

چودھری مظفر حسین صاحب سے ڈاکٹر صاحب کی لاہور منتقلی کی جو 'شانِ نزول' معلوم ہوئی اس کا ذکر ایک خاص اعتبار سے بہت دلچسپ ہے ـــــــ اس لئے کہ جیسا کہ راقم کے احباب کے علم میں ہے راقم اس دور کا سب سے بڑا حکیم القرآن سمجھتا ہے علامہ اقبال مرحوم کو اور ان کی 'حکمت قرآنی' کا واحد شارح سمجھتا ہے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کو۔ اور لاہور نقل مکانی کے سلسلے میں ان دونوں حضرات کے مابین ایک عجیب کڑی کی حیثیت حاصل ہے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی مرحوم کو ـــــــ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا کی دکن سے پنجاب منتقلی کا ذریعہ علامہ مرحوم ہی تھے۔ جنہوں نے چوہدری نیاز علی مرحوم کے ذریعے مولانا کو پنجاب آکر "دارالاسلام" میں ڈیرہ لگانے کی دعوت دی (اگرچہ وہاں مولانا کے ساتھ اولاً معاملہ عدم موافقت ہی کا رہا تھا) ـــــــ

اب سنیئے کہ ڈاکٹر رفیع الدین لاہور کیسے منتقل ہوئے ! چوہدری مظفر حسین راوی ہیں کہ سابق صدر ایوب کی صدارت اور نواب کالاباغ کی گورنری کے دوران مغربی پاکستان کی حکومت کے اہم وزیر ملک خدا بخش بُچّہ نے ان سے کہا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو نظام تعلیم کو اسلامی رُخ پر تبدیل کرنے کی صلاحیت تو پوری رکھتا ہو لیکن اس پر جماعت اسلامی کی چھاپ نہ ہو۔ چوہدری صاحب مولانا مودودی کے نیاز مندوں ہی میں سے نہیں، عقیدت مندوں میں سے تھے۔ انہوں نے اس کا ذکر مولانا مرحوم سے کیا۔ تو ان کا کہنا ہے کہ بغیر ایک لحظے کے توقف کے مولانا نے فوراً ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کا نام لیا (جن سے چوہدری صاحب اس وقت تک بالکل ناواقف تھے)۔ اب چوہدری صاحب کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو کہاں تلاش کریں اور کس کے ذریعے ان سے رابطہ قائم کریں ـــــــ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل سید اللہ بخش صاحب گیلانی مرحوم کے ذریعے حل کرا دی جو ان دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفے کے استاد تھے ـــــــ اور اسطرح ڈاکٹر صاحب لاہور منتقل ہوئے (اگرچہ یہ منتقلی بھی ڈاکٹر صاحب کو راس بالکل نہ آئی اور بچّہ صاحب اپنے سارے اختیار و اقتدار کے باوصف اس وقت کی بیوروکریسی کی مخالفت

کے باعث ڈاکٹر صاحب کو کسی موزوں کام پر نہ لگا سکے۔ جس سے دل برداشتہ ہو کر ڈاکٹر صاحب نے اپنے طور پر کام شروع کر دیا!) ——— الغرض وہ دائرہ مکمل ہو گیا کہ علامہ اقبال نے لاہور بلوایا مولانا مودودی کو اور مولانا نے لاہور بلوایا علامہ کے معنوی جانشین ڈاکٹر رفیع الدین کو!

اس شمارے کا آغاز راقم ایک تو اپنے اُس شذرے سے کر رہا ہے جو اس نے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کے انتقال پر سپردِ قلم کیا تھا اور جو 'میثاق' کی دسمبر ۶۹ء کی اشاعت میں ہوا تھا ——— دوسرے ڈاکٹر صاحب کی وہ آخری تحریر بھی اس اشاعت میں شامل کی جا رہی ہے جو اپنی آخری تصنیف 'حکمتِ اقبال' کے دیباچہ کے طور پر ڈاکٹر صاحب نے سپردِ قلم کی تھی۔

مزید برآں ایک نہایت قیمتی مقالہ، مولانا محمد تقی امینی، ناظم سُنّی دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا ——— اور ایک نہایت مفید تحریر "قرآن اور ضمیرِ بیدار" کے عنوان سے پروفیسر حافظ احمد یار صاحب کی شاملِ اشاعت ہیں! ——— راقم کی ایک نشری تقریر "اسلوبِ قرآن" بھی ان شاء اللہ دلچسپی کا موجب ہو گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس شمارے سے 'حکمتِ قرآنی' کی نشر و اشاعت کا جو نیا سلسلہ شروع ہو رہا ہے اسے دوام بھی حاصل ہو اور قبولِ عام بھی! وما ذالك على الله العزيز!

اس پہلے شمارے کا ابتدائیہ تو راقم نے لکھ دیا ہے، لیکن آئندہ کے لئے یہ پرچہ کُلّیۃً حوالے رہے گا ڈاکٹر ابصار احمد سلمہ، کے جو قرآن اکیڈمی کے اعزازی ڈائرکٹر ہیں ——— اور نورِ چشم حافظ عاکف سعید سلمہ، کے جو قرآن اکیڈمی کی رفاقت سکیم کے شریکِ اوّل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ضروری ہمت اور صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار، اسرار احمد

روزہ کے بارے میں حدیث قدسی کے الفاظ

"فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ"

متفق علیہا ہیں، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہیں:-

ترجمہ:- "روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔"